© rasailojaraid.com

اپنی ذمہ داریوں کا احساس

ابن الحسن عباسی*

حکیم الامت، مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے کسی شخص نے یزید کے متعلق دریافت کیا کہ اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ حضرت نے جواب دیا کہ:

''اس شخص کے لیے جائز ہے جسے یقین ہو کہ وہ یزید سے بہتر ہو کر مرے گا۔''

سائل نے کہا: ''یہ مرنے سے پہلے کیسے ہوسکتا ہے؟''

حضرت نے فرمایا:

''بس مرنے کے بعد جائز ہوگا''

حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا:

''یزید کی مغفرت ہوگی یا نہیں؟''

آپ نے جواب دیا:

''یزید سے پہلے اپنی مغفرت کی فکر کرو۔''

خطیب الہند حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا:

''مردے سنتے ہیں یا نہیں؟''

حضرت نے سوال کو طرح دے کر ایک اہم ذمہ داری کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:

''بھائی! ہماری بات تو زندہ بھی نہیں سنتے تم مردوں کی بات کرتے ہو۔''

امام شافعی رحمہ اللہ سے اہل صفین کے بارے میں پوچھا گیا۔ امام نے فرمایا:

''ہمارے ہاتھ جب ان کے خون سے محفوظ رہے، ہم اپنی زبانوں کو کیوں ان میں رنگیں کریں۔''

دوسروں کو اپنے حقوق کی ادائیگی کی طرف متوجہ کرنا یا ان سے اپنے جائز حقوق کے مطالبات منوانا بلاشبہ درست ہے اور ہر ایک کو اس کا استحقاق حاصل ہے لیکن اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مطالبہ کرنے والا خود اس پر نظر دوڑائے کہ

*مدیر ماہنامہ ''وفاق المدارس'' ملتان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیا وہ اپنے ذمہ کے حقوق وواجبات بھی ادا کررہا ہے؟ وہ صرف مانگنے کے بجائے کچھ دے بھی رہا ہے؟ وہ معاشرے کے بگاڑ کا حصہ بن کر، بگاڑ کی فریاد کررہا ہے یا عضو صالح بن کر فساد کی طرف متوجہ کررہا ہے؟

کسی مستشرق نے کہا تھا:

’’مشرقی رویوں کا المیہ یہ ہے کہ ہر آدمی خود کوتاہی کے جوہڑ میں اتر کر اوروں کو احساس دلاتا ہے اور اپنے بار کو اپنے دوش پر اٹھانے کا بہت کم لوگوں کو احساس ہوتا ہے۔‘‘

یہ رویہ شریعت کے مزاج کے برعکس ہے۔ قرآنی تعلیم تو یہ ہے:

’’مومنو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ......‘‘

اس کا حاصل یہی ہے کہ اصلاح کی فکر اور اصلاح کا آغاز خود سے کرنا چاہیے......

مغرب کی دنیوی ترقیوں کا ایک راز یہ بھی ہے کہ اس نے اسلامی تعلیم کے کئی زریں معاشرتی اصولوں کو اپنایا، اس نے فرد میں ملی اور انفرادی ذمہ داریوں کو اجاگر کیا۔ اپنے ملک وملت کے حوالے سے اس کے احساس کو زندہ کیا اور تربیت کا ایسا نظام وضع کیا جس میں ڈھل کر فرد کے اندر ملک وملت سے محبت لینے کے ساتھ ساتھ معاشرے کو کچھ دینے کی فکر، قانون کی پاسداری اور ذاتی مفاد پر قومی مفاد کو ترجیح دینے کا رویہ پروان چڑھ جاتا ہے۔

جب تک ہم اپنے اندر انفرادی اور ملی ذمہ داریوں کا احساس اجاگر نہیں کریں گے، ذاتی خواہشات کو قومی مفادات پر قربان نہیں کریں گے، ملک وملت سے حقوق مانگنے اور وصول کرنے کے ساتھ انہیں ان کے حقوق دینے کی سعی نہیں کریں گے۔

دوسروں کی اصلاح کے نعروں کے ساتھ اپنی اصلاح، اپنی کوتاہیوں کی درستی کی فکر نہیں کریں گے۔ اس وقت تک ہمارا معاشرہ آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ ہم قوموں کی دوڑتی ہوئی زندگی میں بحیثیت ملک وملت کوئی بلند مقام حاصل کرسکتے ہیں۔ ان احساسات کے ساتھ پوری قوم کی تربیت ہوگی تو آگے بڑھنے کی راہیں کھلیں گی۔

[مطبوعہ: ماہنامہ ’’وفاق المدارس‘‘ ملتان۔ جمادی الاوّل ۱۴۲۶ھ۔ جون ۲۰۰۵ء]

© rasailojaraid.com